ذیل میں چند تقاریر پیش کی جارہی ہیں جو حضرت سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے موقع پر ۲۴/اکتوبر ۱۹۹۵ء کو بعد نماز عشاء دارِ بنی ہاشم میں ایک تعزیتی جلسہ میں کی گئیں۔ (مرتب حافظ محمد اکمل)

ابن امیر شریعت، پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری

میرے بھائی، میرے مربّی

تحقیق جنھوں نے کہا رب ہمارا اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے تو ان پر اترتے ہیں فرشتے کہ تم مت ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوشخبری سنو اس بہشت کی جس کا تم سے وعدہ تھا (پ ۲۴ سورہ حٰم سجدہ رکوع ۳)

بھائی جان رحمۃ اللہ علیہ نے جس طرح زندگی گزاری وہ ہمارے لیے ایک سبق ہے۔ احرار دوستوں کو خصوصیت کے ساتھ میں یہ بات یاد دلاتا ہوں کہ جو سبق وہ اپنی زندگی میں دیتے رہے ہیں۔ اسکو نہ بھولیں۔ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ میرے بھائی، میرے استاذ اور میرے مربی تھے سچی بات یہ ہے میں نے دین اپنے بھائیوں سے سیکھا ہے۔ ایک میرے محسن یہ بیٹھے ہیں (سید عطاء المحسن) اور ایک قبر میں چلے گئے ہیں۔ میرے ان دو بھائیوں نے میرا حلیہ درست کیا انکو دنیا میں بھی ثواب ملتا رہے گا اور آخرت میں بھی ان شاء اللہ

حضرت ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے پہلا سبق یہ دیا کہ ہمارے اندر دینی غیرت پیدا کی، دوسرا سبق یہ دیا کہ گناہ کو گناہ سمجھو اور یہی دین متین کا فیصلہ ہے۔ شراب پینا، چوری کرنا گناہ ہے ویسے ہی دین دار لوگوں کی بے دین لوگوں کے ساتھ مشابہت کرنا بھی گناہ ہے۔ تیسرا سبق یہ دیا کہ جو مسلمان اللہ سے اپنا عہد توڑتا ہے اللہ اسکی ذمہ داری اپنے سے اتار دیتے ہیں۔ یہ تو دنیا کا معاملہ ہے جب تم کسی کے ساتھ عہد و پیمان کرتے ہو، پھر توڑ دیتے ہو، وہ تمہارا ذمہ دار نہیں رہتا۔ اللہ تو مخلوق سے بہت زیادہ غیرت مند ہے۔ جب مخلوق عہد کرنے کے بعد توڑتی ہے اللہ اسکی ذمہ داری ترک کر دیتے ہیں۔ یہی پیغام تھا ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اگر ہمارا وجود، ہماری زبانی قوت، ہماری فکری قوت، ہماری جسمانی قوت اور جماعتی قوت انسانی نظاموں کیلئے کوشاں ہے تو سمجھو ہم سب گناہ گار ہیں۔ ایک آدمی کا گناہ اسکی ذات تک ہے اللہ سے توبہ کرتا ہے معاف ہو جائے گا۔ جب پوری قوم اجتماعی گناہ میں مبتلا ہو جائے تو اجتماعی معافی کے بغیر معافی نہیں ملے گی۔ اس وقت پوری مسلمان قوم اس اجتماعی گناہ میں مبتلا ہے کہ ہمارے وجود الٰہی نظام کو چھوڑ کر انسانی نظاموں کے لئے استعمال ہو رہے ہیں۔

ابوذر بخاری نے زندگی بھر قرآن و حدیث اور اجماع امت سے جو صحیح سمجھا جو صحیح سمجھنے والوں نے سمجھایا اسی کو لے کر استقامت کے ساتھ جدوجہد میں معروف رہے۔ تیسری بات...... سب سے بڑا احسان ہم پہ یہ کیا کہ مجلس احرار اسلام پر جو سیاہ بادل اڑائے جا رہے تھے ان کو صاف کیا جماعت کو قائم رکھا اور نام احرار پر جان دے دی۔ آج بھی بعض ہم مسلک جماعتوں کی طرف سے پروپیگنڈہ ہوتا ہے کہ امیر شریعت

جماعت احرار ختم کر گئے تھے۔ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے باپ کے صحیح جانشین ہونے کی بدولت یہ بات واضح کر گئے کہ میرے والد ماجد نے مجلس احرار اسلام کو ختم نہیں کیا تھا۔ کام کا رخ بدلا تھا۔ جیسے والد صاحب نے فرمایا کہ...... "تم سب مجھے چھوڑ جاؤ میں شہروں کو چھوڑ جاؤں گا، جنگل میں چلا جاؤں گا، تنکوں سے کٹیا بنا لوں گا کچھ نہ ہوا میرے پاس میں اپنے دامن سے کپڑا پھاڑ کر جھنڈا لہرا دوں گا۔ نہ ملا کچھ تو اپنے خون سے رنگ دونگا اور کہوں گا کہ یہ ہے مجلس احرار اسلام کا دفتر۔ سید ابوذر بخاری بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ہمارے اندر سچ کی جوت جگائی۔ فرمایا کہ سچ کہو، سچ سنو، سچ سمجھو اور سچ پر قائم ہو جاؤ۔

احرار کارکنو! اپنے آپ کو تھوڑا مت سمجھو بدر میں بہت نہیں تھے ٹ ٹے تھے۔ اسلا ی نہیں تھا، سواری بھی نہیں تھی۔ رب نے نازل کر کے دکھا دیا۔ تم بھی ڈٹ جاؤ استقامت سے س ہ اور پوری قوت سے کہو کہ انسانی نظام کفر ہیں اور صرف الہی نظام سچا ہے۔ کوئی جماعت جو اپنے آپکو دین کے نام سے منسوب کرتی ہے کوئی شخصیت کوئی پارٹی اگر وہ الہی نظام کو چھوڑ کر انسانی نظاموں کو حق سمجھتے ہوئے ان سے تعاون کرتی ہے تو وہ جھوٹ کی پیروی کرتی ہے۔

سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ آج ہم میں موجود نہیں مگر زندگی بھر دین کےلئے جس اخلاص اور جذبہ صادقہ کے ساتھ جدوجہد کرتے رہے وہ ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی تمام دینی مساعی قبول فرمائے اور ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلائے (آمین)

مولانا عزیز الرحمن جالندھری
(ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان)

ہمارے دفتروں میں حضرت مولانا عطاء المنعم کا نام "حافظ جی" پکارا جاتا تھا۔ بڑا جامع ترین نام تھا۔ احباب اس لفظ سے پہچان جاتے کہ تذکرہ انہی کا (حضرت سید عطاء المنعم بخاری) ہو رہا ہے۔ گزشتہ تین چار ما میں ان سے ملنا ہوا تو ایک عجیب کیفیت جو دیکھی گئی وہ انکے چہرے کی بشاشت تھی۔ ان کا بشاش چہرہ کھلے ہوئے ہونٹ، چہرے کی رنگت دیدنی تھی۔ جب میں نے حافظ جی کو تین چار دفعہ اس طرح دیکھا تو مجھے حضور ﷺ کے آخری لمحات بے ساختہ یاد آجاتے۔ حضور ﷺ کے اس دنیا سے رخصت ہونے کے آخری ایام تھے تو آپ کے چہرے پر ایک سرخی اور بشاشت تھی اور کتب احادیث میں حضرت علیؓ نے تذکرہ کیا ہے، حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہ آپ کی صحبت پہلے نسبت اچھی ہے حضرت عباس اسے کہنے لگے کہ میں ہاشمیوں اور قریشیوں کو اچھی طرح جانتا ہوں میرے ہاتھوں میں بہت سارے رخصت ہوئے ہیں۔ یہ آپ کے چہرے کی بشاشت اور چہرے کی سرخی یہ بتاتی ہے کہ حضور ﷺ اس دنیا کو چھوڑنے والے ہیں۔ ہاشمی جب دنیا چھوڑتا ہے تو اسکا چہرہ بشاش بشاش ہوتا ہے۔

حافظ صاحب کے ہاں آخری دنوں میں دو تین بار جانے کا اتفاق ہوا تو آپ یقین کریں کہ اس سال پہلے انکا چہرہ اتنا چمکیلا اور سرخ نہیں تھا جو بیماری کی حالات میں تھا ایک چیز انکی یہ بھی دیکھی کہ ان پر اللہ نے بڑی رقت طاری کر دی تھی۔ ہم چار ساتھی ان سے مل کر واپس گئے تو ہمارے ساتھی مولانا بشیر احمد صاحب کہنے لگے حافظ صاحب تو بہت جری ہوتے تھے اور اب اتنی رقت طاری ہو گئی کہ انکے آنسو نہیں تھمتے ۔ میں نے مولوی بشیر سے کہا کہ میں نے انبیاء علیہم السلام کے واقعات میں پڑھا ہے کہ سیدنا یحییٰ علیہ السلام پر اللہ نے رقت طاری کر رکھی تھی اور وہ واحد پیغمبر ہیں جو اس دنیا میں نبوت کے ساتھ پیدا ہوئے اور بن شادی کے فوت ہوئے۔ اور ان کے ساتھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جن کی پیدائش کے ساتھ اللہ نے اعلان کیا تھا کہ یہ نبی ہوں گے دو پیغمبروں کو بچپن میں نبوت ملی تھی ان میں حضرت یحییٰ علیہ السلام بہت رویا کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام عمر میں ان سے چھوٹے تھے اور یہ بہت مسکرایا کرتے تھے۔ جن دوستوں نے حافظ صاحب کو جوانی میں دیکھا ہے ان کے لبوں کی سرخی ان کے دانتوں کی سفیدی، ان کے ماتھے کے بل، ان کے سامنے ہوں گے کہ حافظ صاحب رحمتہ اللہ علیہ بہت مسکرایا کرتے تھے اور جنہوں نے انہیں ان پانچ چھے ماہ میں دیکھا ہے کہ جب کوئی دوست ملا اپنا نام بتایا تو اسکی خیریت پوچھی، اسکے بچوں کا پوچھا، پھر انسانی ہمدردی کی باتیں کر کے روتے تھے۔ میں نے کہا کہ مجھے حضرت یحییٰ علیہ السلام یاد آجاتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے حضرت یحییٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسکراتا دیکھتے تو کہتے تھے کہ تجھے ہنسی ہی آرہی ہے، تو بس نہیں کرتا۔ تو وہ ان سے کہتے کہ تو رویا جارہا ہے تو رونے سے بس نہیں کرتا۔ دو صفتیں تھیں۔ جوانی میں مسکراتے تھے کہ ان کو اللہ کی رحمت پر قوی بھروسہ تھا۔ مومن جب مسکراتا ہے تو اللہ پر اعتماد کے ساتھ کہ وہ میرا خالق و مالک ہے۔ میں اسے جانتا ہوں، اس نے مجھے یہاں بشاشت دی ہے وہ آخرت میں بھی مجھے بشاش بشاش رکھے گا اور جب مومن آنسو بہاتا ہے تو وہ موت کے لمحات ہوتے ہیں۔ کہ اس کے آنسوؤں کو پوچھنے والا اللہ ہے کہ یہ میرے ہاں آرہا ہے اور اسے احساس ہے کہ اس سے زندگی کا سوال ہونا ہے۔ مجھ سے کچھ نہ پوچھیں اور مرے آنسو صاف کر دیں۔

میرے محترم دوستو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان میں عظیم ترین افراد تھے۔ تمام انبیاء علیہم السلام کی جماعت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان واحد خاندان ہے جو دین کی اشاعت و ترویج اور معرفت کے پھیلاؤ میں منفرد ہے۔ یہ امتیاز اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کی پشت در پشت رکھا ہے۔ ہماری چودہ سو سال کی تاریخ میں جہاں جہاں سادات میں سے مشائخ گزرے ہیں ان کے اثرات آپ نے منفرد دیکھے ہوں گے۔ اللہ رب العزت حافظ صاحب کے درجات کو بلند فرمائیں۔ یہ دین کا کام حافظ صاحب کی اپنی زندگی میں ایک منفرد انداز میں تھا۔ یہ ایک مستقل موضوع ہے۔ انکا ایک اپنا انداز تھا، ان کے ستر سالہ زندگی کے لمحات امت مسلمہ اور امت مسلمہ کے چنے ہوئے افراد جو علمائے کرام تھے ان کے متعلق اور دین اسلام کے خلاف جو فتنے پیدا ہو رہے تھے تین باتوں کے متعلق ان کے دل اور دماغ میں یہ فکر ہوتی تھی کہ دین کے خلاف کس طرح منہ کھول رہے ہیں اور اسکا تدارک امت کو جس طرح کرنا چاہیئے اس طرح ہونے نہیں پاتا انہوں نے اپنے اساتذہ کا ایک معیار دیکھا تھا۔ وہ جب دنیا سے اٹھے تو انہیں اپنے دائیں بائیں بھی ہم جیسے کمزور مولوی صاحبان ملے یہ بھی ان کے لئے